ترا کیا کہنا

شاعر آلِ محمد سید نواب افسرؔ لکھنوی

مرحبا شہؑ کے علم دار ترا کیا کہنا
نازشِ عترتِ اطہار ترا کیا کہنا

زیبِ پہلوئے حسنؑ قوتِ بازوئے حسینؑ
تجھے ہر فخر سزاوار ترا کیا کہنا

جان و دل دے کے وہ خالق کی رضا کا سودا
وہ تری گرمئ بازار ترا کیا کہنا

ہاتھ کٹنے پہ بھی مٹھی میں رہی چوبِ علم
ایسے ہوتے ہیں علمدار ترا کیا کہنا

لبِ ہر زخم پہ اک خندۂ رنگینِ وفا
وہ تری عشرتِ پیکار ترا کیا کہنا

رقص کرتی ہے تری تیغ کے دم پر اب تک
انقلابات کی رفتار ترا کیا کہنا

تجھ سے ظاہر ہوا انسان کی فطرت کا جمال
تو نے قائم کیا معیار ترا کیا کہنا

وہ ترا حسنِ یقیں وہ ترا ایثار و ثبات
وہ درخشانئ کردار ترا کیا کہنا

دوشِ اقدس پہ علم ہاتھ میں ترچھا نیزہ
ہوٗ بہوٗ حیدرؑ کرار تیرا کیا کہنا

وہی ہمت وہی جرأت وہی شوکت وہی شان
وہی تیور وہی رفتار ترا کیا کہنا

جس سے اسلام کی سوتی ہوئی قسمت جاگی
وہ ترا جذبۂ بیدار ترا کیا کہنا

چھا گئی وسعتِ کونین پہ جھنکار تری
اسد اللہ کی تلوار ترا کیا کہنا

بھر گیا دامنِ افسرؔ کو بھی فیضان ترا
تو ہے اک ابر گہربار ترا کیا کہنا

سلام

حکیم چھنّومل صاحب نافذؔ شاگرد بیخودؔ دہلوی

مجرئ دل صاف کر شہ کی محبت کے لئے
خوب سودا ہے یہ بازارِ قیامت کے لئے

دل تڑپتا ہے بہت شہ کی زیارت کے لئے
کیا خبر کیوں دیر ہے اتنی سی حسرت کے لئے

پیاس کے صدمے اٹھا کر شہ نے امت کے لئے
جوش پیدا کر دیا دریائے رحمت کے لئے

میں یہ سمجھوں مل گئی مجھ کو جگہ فردوس میں
کربلا میں گر زمیں مل جائے تربت کے لئے

ہر گھڑی شہ کو اِدھر آتا تھا صُغریٰ کا خیال
تھی اُدھر صغریٰ بہت بے چین حضرت کے لئے

دفن کرنے والا بھی کوئی نہ تھا حضرت کی لاش
آپ ہی مخصوص تھے ایسی شہادت کے لئے

پُرسشِ اعمال کی نافذؔ تجھے کیا فکر ہے
جب شہِ دیں ہیں ترے سر پر شفاعت کے لئے